

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب  
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی  
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

## خوف خدا، احساس جوابدہی اور احوال آخرت

نحمدہ و نصلى على رسوله الكريم فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم .  
واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي المأوى (آیت ۲۶ سورۃ النزلعت)  
ترجمہ: اور جو کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور روکا ہو اس نے اپنے نفس کو خواہش سے پہلے جنت  
ہی اسکا ٹھکانہ ہے۔

مخدوم کائنات: محترم حضرات۔ اللہ جل جلالہ نے یہ دنیا اور اس میں یہ تمام کائنات آسمان، زمین، دریا، پہاڑ،  
مختلف انواع و اقسام کی غذائیں غرض ہر چیز انسان کے لئے پیدا فرمائی۔ یہ انسان کے خادم اور انسان ان کا مخدوم ہے  
زندگی کے مراحل میں ان نعمتوں میں تمام حلال و جائز اشیاء کو انسان اپنے فائدہ کے لئے استعمال کر سکتا ہے، لیکن ان کو  
تحلیق انسانیت کا مقصد سمجھنا نہیں بلکہ انسانوں کو عالم وجود میں لانے کی غرض خود پیدا کرنے والے یعنی اللہ نے متعین  
کر دیا کہ میں نے انسان و جنات کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے کہ جن عبادات و مامورات کو کرنے کا حکم دیا ان پر  
عمل کرنا اور جہاں گناہوں سے احتراز کا حکم دیا ان سے بچنا ہے یہ تو ہر ذی عقل و شعور جانتا ہے کہ کوئی انسان فاجر و فاسق  
کیوں نہ ہو کوئی حرکت اور کام بغیر کسی مقصد نہیں کرتا وہ الگ بات ہے کہ کسی کا مقصد شریعت کے مطابق اور کسی کی غرض  
بے دینی اور گناہ کا ارتکاب ہوگا جب انسان جس کی عقل و دانش کوتاہ ہو وہ بھی بغیر کسی خاص مقصد کے کوئی کام نہیں کرتا  
تو وہ ذات بالا و برتر جو تمام صفات کمالہ کی جامع ہے اس کے بارہ میں یہ رائے کیسے قائم کی جاسکتی ہے کہ اس نے اس  
وسیع و عریض عالم اور تحلیق انسانیت بلا غرض کی ہو۔ ارشاد باری ہے: افحسبتم الما خلقناکم عبداً وانکم الینا  
لا ترجعون ترجمہ: کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تم کو بنا بنا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس واپس نہ آؤ گے۔

غرض تخلیق: بد قسمتی سے یہ جانتے ہوئے بھی کہ ہمارا اس دنیا میں آنا امر اتفاقی اور بلا مقصد نہیں۔ غرض کی  
تعیین بھی پیدا کرنے والے نے خود کر دی اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ اس دار فانی میں ہر کئے ہوئے عمل کے لئے ایک  
مقررہ روز اللہ کے حضور پیش ہو کر جواب بھی دینا ہے۔ اپنی ایک ایک حرکت کے حساب کو بیباک کر کے نجات و فلاح کا  
حاصل کرنا ممکن ہے۔ اس کامل و مکمل عقیدہ پر ایمان لاتے ہوئے پھر بھی صبح و شام گناہوں کی دلدل میں پھنستے جا رہے  
ہیں۔ نہ قرآن وحدیث کے واسطے اور نہ کسی اور واسطے۔ اور اللہ تعالیٰ نے صرف

انسان نہیں بلکہ ہر مخلوق کو اپنی عبادت و طاعت کے لئے پیدا فرمایا۔ سورج، چاند، زمین، آسمان، پہاڑ، دریا و سمندر وغیرہ ہر ایک کو رب العزت کی طرف سے اپنی اپنی ڈیوٹی و ذمہ داری سونپ دی گئی، بلاچوں و چراہی ڈیوٹی کو سرانجام دینا ہر مخلوق کی عبادت ہے، جبکہ انسان جس کو اللہ نے اشرف المخلوقات کا مقام و درجہ دے کر تمام مخلوقات کو اس کے لئے مسخر بنانے کے بعد اس کی خدمت پر مامور کر دی گئی۔

اشرف المخلوقات کے فضائل اور ذمہ داریاں: یہ انسانی مخلوق جس کے ساتھ اللہ کی خصوصی محبت تھی اسی محبت ہی کا نتیجہ دیکھئے کہ اسے خلیفہ اللہ فی الارض اور ولید کرمانی آدم کے مناصب جلیلہ پر فائز فرمایا۔ جب انسان کو عظمت و فضیلت کا اتنا بڑا درجہ دیا گیا، تو اب اس کو جو ڈیوٹی دی گئی، وہ بھی اور مخلوقات کے ذمہ لگائی گئی، ذمہ داریوں سے اعلیٰ ارفع، انوکھی اور بہتر ہونی چاہیے، بے شمار ایسے کمالات و صلاحیتیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو مالا مال فرمایا دیگر مخلوقات ان سے محروم ہیں۔

جواب دہی کا احساس: رب کائنات کے ان خصوصی انعامات اور امتیازی نوازشات کا تقاضا اور فرض منصبی یہ ہونا چاہیے کہ جو ڈیوٹی مالک الملک نے انسان کے ذمہ لگائی ہے بلا کسی حیل و حجت کے اسکی ادائیگی میں مصروف رہ کر ہر وقت دل میں یہ خوف محض رہے کہ میرے ہر قول و فعل کا ایک دن آقا مالک کی خدمت میں جب پیش ہوگی جواب دینا ہوگا، اور یہ تب ہوگا جب انسان ہر کام کو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور حکم کے مطابق کرے اور نفس کی خواہشات کو اللہ کے احکامات کے مقابلہ میں کچل کر اپنے خواہشات کو اللہ کی خواہشات کے تابع کر دے، اسی نفس کے کچلنے کا نام بالفاظ دیگر عبادت و اطاعت ربانی ہے، جس کے لئے مالک کل نے اولاد آدم کو اس دنیا میں بھیجا لیکن شرط یہ ہے کہ تمام عبادات اخلاص سے کی جائیں کیونکہ اخلاص کے بغیر عبادت کی مثال ایسی ہے جیسے جسد بلا روح، نہ ان کو صحیح و حقیقی عبادات میں شمار کیا جاسکتا ہے اور نہ اللہ کے ہاں قبولیت کا درجہ ملتا ہے۔

انسان اور حیوان میں امتیازی فرق: اب انسان کا مقام بھی تمام مخلوقات میں افضل، اشرف تو مقصد پیدائش بھی دیگر مخلوقات کے مقابلہ میں اعلیٰ ارفع، پیدائش انسانی کا غرض زیادہ کھانا و کماتا اور اقتدار کا حاصل کرنا نہیں ورنہ اس قسم کے کئی اغراض پر ہم سے زیادہ بہائم و جانور عمل پیرا ہیں۔ جانور بھی کھاتے ہیں اور ہم سے زیادہ کھاتے ہیں، انسان جیسے عظیم چیز پر ایسے معمولی اور حقیر مقصد کا مرتب کرنا عقل سلیم سے بعید ہے۔ عزت و اقتدار کے مقصد بنانے کی بھی کوئی حیثیت و وقعت نہیں اس کا فائدہ کبھی کبھی یہ ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ آپ کو اوروں سے اچھا اور بالا سمجھیں یہ سوچ اور تصور بھی خیالی اور وہم کی حد تک ہے یہ ضروری نہیں کہ ہر انسان تمہیں اچھا اور بہتر سمجھے تو دوسرے کے تصور میں ارباب مال و اقتدار کو بہتر سمجھنا یا نہ سمجھنا بھی ایک بے بنیاد چیز ہے، پھر سب سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ یہ دنیاوی مقاصد عارضی ہیں یہ قبر میں ساتھ دیتے ہیں اور نہ دوزخ و جہنم اس سے آگے اس سے آپ کو اندازہ ہوا ہوگا کہ اصل مقصد پیدائش عبادت

ہے جو دنیا میں بھی ساتھ دے گی۔ قبر، روز محشر کا بھی ساتھی اور جنت تک پہنچانے کا بھی ذریعہ بنے گا۔ دنیا کو احادیث میں کھیتی کا نام دیا گیا۔

جیسا ختم ویسا پھل: اس کھیتی میں مقصد حیات جو کہ عبادت ہے اگر اسی کا بیج بویا تو اللہ کے حضور پیشی کے موقع پر بہترین اور خوشنما صورت میں یہی عبادات پیش ہوں گی اگر مالک کے بتائے ہوئے مقصد سے روگردانی ہو تو برے اعمال بدترین شکل میں پیش ہو کر بربادی اور خسران کا باعث بن جائیں گے، ارشاد نبویؐ ہے ”الدنيا مزرعة الآخرة“ اس دنیا جس کے لئے ہم لوگ دین و ایمان بیجنے کے لئے تیار رہتے ہیں اگر آخرت نہ ہوتی تو نہ دنیا ہوتی اور نہ دنیا کی کوئی قیمت۔ دنیا میں جیسے یہ ناممکن ہے کہ کیکر کا ختم ہو کر اس سے آم وسیب پیدا ہونے کی توقع رکھنے والے کو دیوانہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح دنیا کی اس کھیتی میں گناہوں کا ختم ہو کر جنت حاصل کرنے کی توقع رکھنے والا بھی عقل و شعور سے بالکل عاری و خالی سمجھا جائے گا۔ اس دارالعمل کے تمام نیک اور پاکیزہ اعمال اللہ کے حضور پیش ہوتے ہیں فرمان باری تعالیٰ ہے: **اليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه (سورة فاطر)**

ترجمہ: اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور وہی (ذات پاک جل جلالہ) عمل صالح کو بلند فرماتے ہیں۔ **دنیا دارالعمل ہے:** آخرت میں ان عبادات پر عمل کرنے کو جو کچھ ملے گا وہ تو اکثر و بیشتر علماء و خطباء سے سنتے رہتے ہیں قرآن مجید اور احادیث مقدسہ کے ذخیرے ان ثمرات کے حصول سے بھرے پڑے ہیں مگر اسکے علاوہ دنیا میں بھی عمل صالح اور ایمان کی بدولت اللہ تعالیٰ بڑی بڑی نعمتوں اور اعزازات سے اپنے اس بندے کو نوازتا رہتا ہے بدعمل کرنے والے آخرت میں اپنی سزا اور نیکو کار لوگوں کے انعامات کو دیکھ کر حسرت کرتے ہوئے چیخ کر رب کو پکاریں گے **وهم يصطرون فيها ربنا اخرجنا نعمل صالحاً غير الذي كنا نعمل (سورة فاطر)**

ترجمہ: برے عمل کرنے والے دوزخ میں شور مچاتے ہوئے کہیں گے اے رب ہمیں اس (عذاب) سے نکال دے۔ ہم دنیا میں ابھی تک جو عمل کرتے رہے وہ چھوڑ کر نیک عمل کر کے آئیں گے ان کی آرزو تو یہ ہوگی مگر اب اس تمنا کا پورا ہونا ناممکن ہے۔ دنیا جو کہ دارالعمل تھا اور اب جزا و سزا ملنے کا عالم ہے اسکے بعد تو اب عمل کرنے کا دور ختم ہوا۔ ان کے چیخنے اور چلانے کا اب نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ شنوائی ہوگی۔ اسی خواہش و ارمان کی حالت میں ان کو ابدی عذاب کو بھگتنا ہوگا۔

**احوال آخرت:** اللہ کے حضور حاضری کے موقع پر تو حالت دنیا کے احوال سے مختلف ہوگی یہاں کوئی بیماری آفت اور عذاب آنے پر ایک آدمی اپنے کسی رشتہ دار باپ بیٹے اور دوست وغیرہ کو اپنی مدد اور تکلیف سے بچانے کے لئے بلا لیتا ہے مگر روز محشر تو وہ حالت ہوگی جس کا بیان مالک الملک نے ان کلمات میں فرمایا ہے۔ **يوم يفر المرء من اخيه وامه وابيه وصاحبه وبنيه لكل امرئ منهم يومئذ شأن يغنيه.** ترجمہ: ”قیامت کے دن بھائی

بھائی سے بیٹا باپ سے اور ماں سے، خاوند بیوی اور اولاد سے متغیر ہو کر دور بھاگے گا۔“

ہر ایک اپنے اپنے مصائب و پریشانیوں میں ایسا گرفتار ہو گا کہ دوسرے کی نہ فکر اور نہ یاد رہے گی۔ کسی کا عذاب کے خوف سے پورا بدن پسینے میں ڈوبا ہو گا کسی کا ناف اور گھٹنے تک کسی کا انڈیوں تک۔ یہ صورتحال عمل کی کیفیت کے مطابق ہوگی۔ دنیا کے تمام رشتوں کا دار و مدار نفع، طبع اور ذاتی مفادات پر قائم ہے، اگر کسی کی ذات سے فائدہ اور چیز کی توقع نہ رہے، پھر آپ اگر تلاش کریں کہ آپ کے کتنے رشتہ دار اعزاء و اقارب حقیقی اور صحیح معنوں میں آپ کے رشتہ دار ہیں ہر ایک دور رہنے کی تنگ و دو میں رہتا ہے، اکثر و بیشتر رشتہ و تعلق سے بھی انکاری ہو جاتا ہے، دنیا میں ان رشتہ داروں کیلئے کیا جتن اختیار کر کے بے پناہ مشکلات برداشت کرنے کو بھی عافیت و راحت سمجھا جاتا ہے۔ نہ نماز کا خیال نہ قرآن اور احکامات الہی کی فکر، مگر جب یہی محنت و مشقت جھیلنے والا دنیا سے رخصت ہوا، چند دن رسمی غم و فراق پر رونے دھونے کے بعد سب رشتہ دار نہ صرف یہ کہ ذکر تک چھوڑ دیتے ہیں بلکہ بے وفائی کی اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ مغفرت کی دعا کرنا بھی ترک کر دیتے ہیں۔

عالم برزخ کی بے چارگیوں: اب آگے عالم برزخ کا مرحلہ جب شروع ہو جاتا ہے۔ رشتہ ناطے رکھنے والوں کی تعاون اور عذاب قبر سے بچانے میں ان عزیزوں کا عمل دخل بالکل محال ہے بلکہ وہاں صرف وہ اعمال پچاسکیں گے جن کو اعمال حسنة کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، جن سے یہ مرنے والے دنیا میں غافل رہ کر اپنے قریبی رشتہ داروں کی خوشنودی کی خاطر اپنے عیش و آرام کو چھوڑنے کے ساتھ اپنے مالک حقیقی کی ناراضگی سے بھی غافل اور بے پرواہ رہتا، اب قیامت کے تمام رشتے ختم ہو کر جن اعمال حسنة سے انسان غافل رہا، وہی ساتھ ساتھ جاکر کام آئیں گے، اسلامی احکامات تو ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ اس دنیا میں رہ کر اور سب سے تعلق قائم رکھ کر خدائی احکامات کی پابندی کرو۔ سب رشتوں اور تعلقات کو اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق قائم و دائم رکھنے کے ساتھ ساتھ حقیقی تعلق و رشتہ اپنے خالق سے قائم رہے نہ ترک دنیا اور رہبانیت کی اجازت ہے کہ بیوی و اولاد و اقارب سے فرار اختیار کر کے ایک غار میں بیٹھنے کے بعد صرف عبادات میں مصروف رہے، اور نہ یہ رویہ اختیار کیا جائے کہ سیم و زور و اولاد و بیوی اور دنیا کے محبت میں اتنا ڈوب جائے کہ خدا سے غافل ہو جاؤ مسلمان اور غیر مسلم میں یہی فرق ہے کہ مسلمان کے دل میں ہر وقت یہ خوف رہتا ہے کہ دنیا کی چند روزہ زندگی عارضی اور جلد ختم ہو نیوالی ہے، میرے ہر عمل کا ایک روز خدا کے سامنے حاضر ہو کر صفائی پیش کرنی ہوگی۔

فکر امتحان و احتساب: دنیا کی مثال آپ حضرات کے سامنے ہے تعلیمی اداروں میں ذہن اور عقل مند بچوں کو ہر وقت فکر رہتی ہے کہ مجھے ایک مقررہ وقت پر امتحان کے سامنے پیش ہو کر اپنے تمام سال اور گزرے ہوئے دنوں کی کارکردگی کا جواب دینا ہے۔

فکر میں منہمک رہتا ہے کہ امتحان کے موقع پر ذلت و ناکامی کے داغ اور دھبے سے محفوظ رہوں جبکہ دنیا کے امتحان اور ذلت و ناکامی قیامت کے امتحان اور ذلت و ناکامی کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ دنیا میں رہنے والے وہ لوگ جو قیامت کے صبر آزماء روز اللہ کے حضور پیشی سے بے پرواہ ہو کر دنیا کو کافروں کی طرح سب کچھ سمجھا ہوا ایسے لوگ روز قیامت اللہ کے توجہ سے محروم رہیں گے۔

بوڑھے زانی، جھوٹے بادشاہ اور بھوکے متکبر کی سزا: سید الرسل صلعم کا فرمان عن ابی ہریرہ  
قال قال رسول الله ﷺ ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة وفي روايته ولا ينظر اليهم ولهم عذاب اليم  
شيخ زان وملك كذاب وعائل متكبر. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا تین افراد ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ روز قیامت کلام نہیں کریں گے اور نہ ان کی تعریف فرمائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ نہ ان کی طرف رحمت و شفقت کی نظر سے دیکھیں گے ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا ایک وہ زنا کار جو بوڑھا ہو دوسرا بادشاہ بھی ہو اور جھوٹا بھی ہو تیسرا وہ شخص جو غربت و افلاس کے باوجود متکبر بھی ہو۔

حدیث میں جن تین گناہوں کا ذکر ہے وہ ہر حال میں جس عمر کا مسلمان ہو اس کے لئے ارتکاب کرنا مذموم حرام اور موجب عذاب ہیں لیکن یہاں ان تینوں کے عمر اور کیفیت کے پیش نظر ان معاصی کی سنگینی کئی گنا بڑھ جاتی ہے سزا کی سخت ہونے کی وجہ ان شاء اللہ پھر کسی موقع پر عرض کر دوں گا۔ یہاں حدیث کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب انسان کے دل و دماغ سے روز محشر اپنے ہر قول و فعل کی جوابدہی کا خوف ختم ہو جاتا ہے تو پھر یہی انسان روحانی طور سے مسخ ہو کر حیوان سے بھی بدتر مخلوق کی صورت میں پھر نہ اپنے عمر کی رعایت اور نہ اپنے کیفیت سے شرماتا ہے۔ نفس امارہ بالیسوء جس پٹری پر ڈالنا چاہے اسی پر گامزن ہو کر دردناک عذاب کا مستحق بن جاتا ہے۔

خوف خدا کے ثمرات: اگر خوف خدا دل میں ہو تو رب کائنات اسی خوف کی وجہ سے جہنم میں داخل ہونے والے اس مومن کو اذیت ناک عذاب سے نکال دینے کا حکم فرمادیتے ہیں۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کا فرمان ہے۔

وعن انس عن النبي ﷺ قال يقول الله جل ذكره اخرجو من النار من ذكرني يوماً اذ خافني في مقام (رواہ الترمذی) ترجمہ: ”حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ اور جس کا ذکر بہت عظمت والا ہے (فرشتوں سے) فرمائے گا کہ اس شخص کو جہنم سے نکال دو جس نے ایک دن بھی مجھ کو یاد کیا ہو یا کسی موقع پر مجھ سے ڈرا ہو۔“

مجھ سے ڈرنے کا مطلب یہ کہ اس کے دل میں خوف ہو کہ ایک دن مجھے اللہ کے سامنے میرے اس سے برے عمل کا جواب دینا ہوگا۔ خدا کے سامنے اور آخرت کے ڈرنے سے نکلا ہوا آنسو کا ایک قطرہ مسلمان کو جہنم کی بڑی سے

بڑی آگ بجھا دے گا۔ اللہ کے سامنے کا مطلب یہ کہ آدمی کو ہر وقت یہ خوف رہے کہ اللہ میرے شرِ رگ سے بھی مجھ سے زیادہ قریب ہے۔ وہ مجھے اور میرے ہر کام کو دیکھ رہا ہے آخرت میں تمام عمل نامے پیش کر کے ذرے ذرے کا میرا محاسبہ ہوگا۔

آنسو کا ایک قطرہ جہنم کی آگ بجھا دے گا: امام احمد نے حضرت حازم سے روایت نقل کیا کہ حضور کے خدمت میں جبریل امین ایک موقع پر تشریف لائے وہاں ایک مسلمان اللہ کے خوف سے رورہا تھا حضرت جبریل نے فرمایا کہ اللہ کے سامنے حاضری کے موقع روز قیامت انسان کا سارے اعمال کا تو وزن ہوگا مگر اللہ کے سامنے پیش ہونے اور آخرت کے محاسبے کے ڈر سے رونا ایسا عمل اور اللہ کو محبوب فعل ہے کہ اسے تولا نہ جائے گا۔ بلکہ اس رونے والے کے آنسو کا ایک قطرہ جہنم کی بڑی سی بڑی آگ کو بجھا دے گا۔ اللہ کے خوف سے رونے پر کتنا بڑا انعام مل رہا ہے۔ مگر قسمتی سے ہم مسلمان اس سے غافل اور اس طرف توجہ نہ دے کر گناہوں کے دلدل میں دھسنے کے ساتھ اپنی دنیا و آخرت کو خوار کرنے کے بھی درپے ہیں اور ہمیں اس تباہی و بربادی کا احساس تک نہیں ہو رہا ہے۔ حالانکہ عمل کتنا آسان کارگر اور عذاب الہی سے محفوظ رہنا کتنا عظیم کرم۔ اس فانی دنیا کے عارضی اور جلد ختم ہونے والے نقصان پر تو ہمارے آنکھوں سے آنسوؤں کے سمندر جاری ہو جاتے ہیں مگر نہ ختم ہونے والے عالم آخرت کے لازوال اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنے والی تباہی اور بربادی پر آنکھوں سے قطرہ آبِ نکلنا بھی ہم پر بارگراں بن جاتا ہے۔ جو اللہ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب عمل اور مومن کے نجات کا ذریعہ ہے۔

خوف خدا کے آنسو: ایک اور مقام پر رحمت دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔

عن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ ما من عبد مؤمن یخرج من عنیہ دموع وان کان مثل رأس الذباب من خشیۃ اللہ ثم یصب شیاً من حروجه الا حرمہ اللہ علی النار . (رواہ ابن ماجہ) ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود حضور سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہر وہ بندہ مومن جس کی آنکھوں سے خدا کے خوف میں آنسو نکلیں اگر چہ وہ آنسو کبھی کے سر کے برابر کیوں نہ ہوں اور پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے خوبصورت چہرہ پر پہنچیں تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دے گا۔

محترم حاضرین خوفِ خدا ہی وہ اہم گمراہی اور ذریعہ ہے جسے مومن ہر لحظہ ملحوظِ خاطر رکھ کر گناہوں سے بچا جاسکتا ہے۔ اب نماز کا وقت ہو رہا ہے ان شاء اللہ آئندہ ہفتے آسمانِ رشد و ہدایت کے چمکتے ہوئے ستارے صحابہ کرام جن میں بعض کو زندگی میں ہی جنت کی بشارت مل چکی تھی اس کے باوجود انہوں نے اور صلحائے امت نے اپنی زندگیاں خوفِ خدا سے بھرپور انداز میں گزاریں گا ذکر کرنے کی کوشش کروں گا۔

اللہ مجھے اور آپ کو محفوظ رکھے۔ © rasailojaraid.com نصیب فرما دیں۔ آمین۔